عظیم صحابیہ حضرت ام عبیسؓ

محمد یٰسین مظہر صدیقی*

سیرت نبوی اور اس سے وابستہ صحابہ وصحابیات اور دوسرے کابر کے بارے میں ہماری بیشتر معلومات روایتی قسم کی ہیں۔ ہمارے قدیم و جدید دونوں سیرت نگاروں نے ایک دو یا چند مآخذ پر بالعموم اعتماد کرکے معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ ان میں ان کا کوئی قصور بھی نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ہر صاحب علم وخبر نے ذرائعِ معلومات کا پابند بلکہ ان کا اسیر ہوتا ہے۔ ان کو تمام معلومات کا علم اسی وجہ سے نہیں ہو پاتا۔ البتہ جدید محققین اور علماء و مفکرین کا یہ فرض ضرور ہے کہ وہ مختلف و متنوع مآخذ سیرت سے اپنی بساط بھر تمام معلومات جمع کریں۔ ان کا تحلیل و تجزیہ کریں اور ان کے مجموعی نتائج پر اپنی تحقیقات کو پیش کریں۔ لیکن یہ مجموعی تناظر میں کرنے کا کام بڑے جان جوکھم کا ہے اور بہت دقت طلب بھی۔ اس لیے وہ بہت صبر وضبط کرنے والوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ روایتی سیرت نگاروں کی سیرت نگاری میں اسی وجہ سے بہت سے جھول اور خلا نظر آتے ہیں۔ ان کی بنا پر بہت سی عظیم شخصیات اور بہت سے عہد ساز واقعات کے بارے میں ہماری معلومات کافی ناقص ہوتی ہیں۔

ان ہی ناقص معلومات سیرت میں ایک عظیم وجلیل صحابیہ حضرت ام عبسؓ کے بارے میں ہماری کتب سیرت کی روایات اور ہمارے علماء وسوانح نگاروں کے بیانات ہیں۔ صحابیہ مکرمہ کے بارے میں یہ ذکر بیشتر قدیم و جدید سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ وہ ان صحابہ وصحابیات میں شامل ہیں جن پر اکابر مکہ اسلام لانے کی پاداش میں ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے تھے اور ان کو ان مظالم سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نجات دلائی تھی۔ ان کے بارے میں پہلے عظیم اردو سیرت نگاروں کی روایات کا ایک خلاصہ درج کیا جاتا ہے اور بعد میں تحقیقات پیش کی جائیں گی۔

اردو سیرت نگاری کے عظیم بانی مولانا شبلی نعمانیؒ اور ان کے جلیل جامع سید سلیمان ندویؒ نے لکھا ہے:

> ”حضرت نہدیہؓ اور ام عبیسؓ، یہ دونوں بھی کنیزیں تھیں اور اسلام لانے کے جرم میں سخت سے سخت دقتیں جھیلتی تھیں۔

* سابق صدر/ ڈائریکٹر علوم اسلامیہ، شاہ ولی اللہ دهلوی ریسرچ سیل، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے دفتر فضائل کا یہ پہلا باب ہے کہ انہوں نے ان مظلوموں میں سے اکثروں کی جان بچائی......نہدیہؓ، ام عبیس سب کو بھاری بھاری داموں پر خریدا اور آزاد کر دیا۔''(۱)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رقمطراز ہیں: ''یعنیہ زنیرہ، نہدیہ اور ام عبیس بے چاری لونڈیاں تھیں۔ اور ان کے سنگ دل آقا ان کو ایسی ہی سخت وحشیانہ سزائیں دیا کرتے تھے۔(۲)

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے تحریر کیا ہے:

''اسی طرح ابوبکر صدیقؓ نے اور بہت سے غلاموں اور کنیزوں کو خرید کر آزاد فرمایا ور مظلوموں کی جان بچائی......اور ام عبیس ان سب کو ابوبکر ہی نے خرید کر آزاد کیا۔''(۳)

مولانا عبدالروف داناپوریؒ کا بھی بیان یہی ہے:

'' حضرت بلالؓ......ام عبیس، النہد یہ اور ان کی لڑکی، ان سب نے بڑی سخت تکلیفیں برداشت کیں۔ آخر حضرت ابوبکر صدیق نے ان سب کو خرید کر آزاد کیا۔(۴)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے حضرت ابوبکر کا مظلوم غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا۔'' عنوان قائم کر کے ان کا ذکر آخر میں کیا ہے:

(ام عبیس (بعض نے عنیس اور بعض نے عمیس لکھا ہے) بلاذری نے لکھا ہے کہ یہ بنی زہرہ کی لونڈی تھی اور اسود بن عبد یغوث ان پر ظلم ڈھاتا تھا۔(۵)

دوسرے اردو سیرت نگاروں کے بیانات اسی انداز کے ہیں۔ ان میں شامل ہیں۔ مثلاً صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم، علی گڑھ، ۱۹۸۸ء، ۱۴۲

بنیادی مآخذ سیرت میں معلومات:

حضرت ام عبیسؓ کے بارے میں جدید اردو سیرت نگاروں کی معلومات بنیادی مآخذ سیرت سے ہی ماخوذ ہیں۔ ان میں سے بیشتر نے بہت قدیم رواۃ کی روایات کی بنا پر جو کچھ لکھا ہے وہ بہت مختصر اور تشنہ ہے:

۱۔ سیرت ابن اسحاق میں حضرت عروہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان اشخاص میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ کا دین قبول کرنے کی وجہ سے تعذیب کا نشانہ بنایا جاتا تھا ان سات مسلمانوں کو آزاد کرایا تھا۔ اور ان میں ساتویں حضرت ام عبیس تھیں۔(۶)

ابن ہشامؒ نے ابن اسحاقؒ کی مذکورہ روایت کو نقل کر دیا ہے جس میں حضرت ام عبیس کے بارے میں

مزید کچھ نہیں کہا ہے۔(۷)

حضرت ام عبیسؓ کا نام ونسب اور حالات:

ان جلیل القدر خاتون اسلام کے بارے میں بعض قدیم مآخذ نے کچھ اہم معلومات دی ہیں جن سے ان کے اپنے قد وقامت، نام ونسب اور سماجی مقام ومرتبے کا علم ہوتا ہے بلکہ مکی معاشرہ میں ان کا اور ان جیسے اکابر شخصیات کا مرتبہ ومقام بھی جانا جاسکتا ہے اور جن کی بنا پر سابقین اولین کے اسلام کی عظمت بھی پہچانی جاسکتی ہے۔

ایک قدیم ماہر نسب امام ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ بن مصعب زبیری (۱۵۶/۷۷۳-۲۳۶/۸۵۱) نے بہت مختصر لیکن قیمتی معلومات فراہم کی ہیں:

۱- حضرت ام عبیسؓ قبیلہ بن تمیم کی نوجوان خاتون (فتاۃ) تھیں (بنوتمیم غلط ہے، وہ بنوتیم بن مرہ ہے۔نسب قریش میں کئی جگہ بنوتیم کو بنوتمیم لکھا گیا ہے جو مرتب کی یا کتابت کی غلطی ہے۔زبیری: ۲۴۷)

۲- وہ ایک معزز قریشی عبیس بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس کی ماں تھیں۔

۳- یعنی وہ شیخ قریش-کریز بن ربیعہ بن حبیب عبشمی کی زوجہ محترمہ تھیں۔

۴- حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو خریدا اور آزاد کردیا کیونکہ ان پر اللہ کے لیے عذاب کیا جاتا تھا۔

''فکانت ممن تعذب فی اللہ؛ فاشتراما ابو بکر الصدیق فأعتصا......''

۵- نسب نامہ قریش سے مزید معلوم ہوتا ہے کہ کریز کے فرزند عامر کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز عبشمیؓ جلیل القدر نوجوان صحابی تھے جو اپنی سخاوت، فیاضی، دریا دلی، کرم وعلم اور انتظام وتدبر کے لیے مشہور تھے۔ ان کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ ''کریم الامھات والعلمات والتحالات'' (ماؤں، پھوپھیوں اور کالاؤں کی طرف سے بہت عزت وتکریم والے تھے۔حضرت ام عبیسؓ ان ہی کی ایک عزیزہ تھیں اور رشتہ میں پھوپھی لگتی تھیں۔(۸)

صحابہ کرام کی سوانحی کتب، معاجم میں بھی ان کا ذکر خیر ملتا ہے اور وہ بھی کافی قیمتی ہے جو امام زبیری کی کتاب کی تائید کرتا ہے بلکہ اسی سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ حافظ ابن اثیر جزری (عز الدین علی بن محمد، م: ۱۲۳۳/۶۳۰) اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (احمد بن علی، م: ۸۵۲/ ۱۴۴۸) کا بیان کافی ملتا جلتا ہے۔

۱- وہ (ام عبیسؓ) بنوتیم بن مرۃ کی نوجوان خاتون (فتاۃ) تھیں۔مکی عہد نبوی کے آغاز ہی میں اسلام لائیں اور کفار مکہ کی تعذیبِ شدید کا شکار ہوئیں۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔ان کے فرزند عبیس بن

کریز عبشمی کے نام پر ان کی کنیت تھی۔ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سات آزاد کردہ موالی میں سے ایک تھیں۔ ان کے فرزند عبیس بن کریز کا ذکر صحابہ کرام میں سے کسی نے نہیں کیا ہے اور نہ دوسری تفصیل دی ہے۔(۹)

البتہ حضرت ام عبیسؓ کے ایک پوتے حضرت مسلمؓ بن عبیس بن کریز عبشمیؓ کا ذکر صحابہ کرام میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اصابہ میں کیا ہے۔ (ص ٦۷۔۹۷) لیکن نام ونسبت کے سوا اور کوئی معلومات نہیں دیں۔ البتہ زبیری، ابن عبدالبرا اور ابن سعد نے ان کے بارے میں کچھ تفصیلات دی ہیں جن کا ذکر آخری تجزیہ میں آتا ہے۔ حافظ عسقلانی نے غالباً سب سے زیادہ معلومات فراہم کی ہیں اور متعدد ماٰخذ سے فراہم کی ہیں۔ ابو بشر دوالابی کی امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ وہ کریز بن ربعیہ عبشمی کی بیوی (زوج) تھیں جن سے ایک فرزند عبیس ہوئے اور ان سے ہی ان کی کنیت ہے۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ وہ بنو تمیم بن مرہ کی فتاۃ تھیں جو شروع اسلام میں ایمان لے آئی تھیں اور مشرکین ان کو کمزور جان کر ستاتے تھے۔ بلاذری کا بیان ہے کہ وہ بنو زہرہ کی باندی (امتہ) تھیں اور اسود بن عبد یغوث ان کو تعذیب شدید کا نشانہ بناتا تھا۔ باقی ماٰخذ زیارات یونس بن کبیر، ابونعیم، ابوموسیٰ وغیرہ نے ان کے آزاد کیے جانے کا ذکر کیا ہے۔(۱۰)

تحقیق طلب سوانح و واقعات:

حضرت ام عبیسؓ کے بارے میں بہت سی باتیں تحقیق طلب ہیں اور ان کا حوالہ یا اشارہ بھی ماٰخذ سیرت و سوانح میں نہیں ملتا۔ البتہ ان کے نام ونسبت اور چند واقعات وسوانح کے ذکر کی بنا پر بہت سے تجزیے کیے جاسکتے ہیں اور نتائج نکالے جاسکتے ہیں۔

۱- حضرت ام عبیسؓ قبیلہ بن تمیم کی نوجوان خاتون (فتاۃ) تھیں۔ سیرت نگار اور لغت نویس ان کو باندی ،کنیز کہنے پر مصر نظر آتے ہیں۔ فتاۃ کے معنی اصلاً تو نوجوان خاتون کے ہیں لیکن ایک معنی باندی کے بھی دیے گئے ہیں۔(۱۱)

ان کی تمیمی نسبت صرف زبیری نے دی ہے بقیہ ان کو قریش کے خاندان بنو تمیم بن مرہ کی خاتون بتاتے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خاندان ہے۔ غالباً ان کی تیمی نسبت اور خاندان صدیقی سے وابستگی زیادہ قرین قیاس ہے۔

۲-ان کا اصل نام نہیں معلوم ہوسکا۔ ام عبیس ان کی کنیت تھی جو ان کے سماجی مقام و مرتبہ کی اشاریہ ہے۔ کیونکہ کنیت بالعموم شرفائے عرب کی ہوتی تھی۔ دسری تمام مسلم باندیوں کے صرف نام ملے ہیں کنیتیں نہیں مذکور ہیں۔ یعنی

ماٰخذ میں ان کی اس کنیت کے علاوہ دوسری کنیتیں مذکور ہیں جیسے ام عینس اور ام عمیس اور ام شمیس ۔ وہ سب صحیح نہیں ہیں کہ کمزور روایات کے ساتھ آئی ہیں۔ دوسرے ام عمیس دوسری معروف خاتون تھیں۔ ام عبیس پر تقریباً اجماع ہے۔

۳-حضرت ام عبیس بہر حال خاندان بنوعبد شمس کے ایک گھرانے، بنو ربیعہ بن حبیب کے سردار کریز بن ربیعہ بن حبیب عبشمیؓ کی بیوی یا ام ولد تھیں اور ان کے فرزند عبیس بن کریز عبشمی کی ماں تھیں۔ اس لحاظ سے ان کا سماجی مقام اور بھی بزرگ تر نظر آتا ہے۔ یہ ام ولد کا خیال بھی محض خیال ہے کہ کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا، ام ولد کا شارہ صرف اس بنا پر کیا گیا کہ ان کو خرید کر آزاد کیا گیا تھا۔

۴- حضرت ام عبیسؓ پر ظلم کرنے والوں کا ذکر بالعموم نہیں ملتا جیسا کہ حضرت نہدیہؓ یا حضرت بلالؓ وغیرہ جیسے موالی کے آقاؤں اور ظلم وستم کرنے والوں کا واضح بیان ملتا ہے۔ عرب قریش کے اکابر کے فیصلہ کے مطابق کہ ہر قبیلہ اور خاندان کے لوگ اپنے اپنے قبیلہ وخاندان کے مسلمانوں کو تختۂ مشق بنائیں تاکہ قصاص و دیت کا مسئلہ نہ اٹھے۔ لہٰذا قیاس یہی کہتا ہے کہ حضرت ام عبیسؓ بھی اپنے سسرالی عزیزوں اور غالباً خاندان بنی ربیعہ بن حبیب کے اکابر کے ظلم وستم کا نشانہ رہی تھیں۔ جن روایات میں ظلم وستم کرنے والے شخص کا نام اسود بن عبد یغوث کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنو زہرہ کے خاندان سے وابستہ تھیں کہ اسود بن عبد یغوث زہری تھے (اور رسول اکرم ﷺ کا استہزاء کرتے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کو رسول اکرم ﷺ میرے ماموں (خالی) کہنے کے باوجود ختم کر دیا تھا۔ (۱۲)

۵- حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ان کو خرید کر آزاد کرنے کا واضح ذکر تمام روایات میں آتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ صحیح طور سے اخذ کیا گیا ہے کہ وہ باندی/کنیز تھیں اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کی قیمت ادا کر کے ان کو آزادی دلائی تھی۔ ان کے باندی ہونے کے بارے میں بھی روایات میں اختلاف ہے کہ وہ بنو زہرہ کی باندی تھیں یا بنوتیم بن مرہ/قریش کی یا بنو تمیم کی۔

۶- ام ولد کی خرید وفروخت عہد جاہلی میں عام رواج کے مطابق تھیں۔ اسلام میں اس پر پابندی عائد کی گئی۔

۷- ایک قیاس یہ بھی قرین عقل ہے کہ وہ باندی نہ رہی ہوں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو مظالم اقرباء سے بچانے کی خاطر ان کا زرِ فدیہ ادا کر کے پنجۂ استبداد سے رہائی دلائی ہو جسے غلامی سے آزادی قرار دیا گیا۔

اس کو تقویت دینے والی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک طاقتور قبیلہ کے معزز خاندان کے بڑے سردار کی بیوی اور ان کے

فرزند کی ماں تھیں اور محض اسلام لانے پر زدوکوب کی جاتی تھیں۔ اور ان کے گھر والے اس ظلم کو برداشت کرتے تھے۔

۸- حضرت ام عبیسؓ کے بارے میں اور دوسری معلومات جیسے آزادی کے زمانے میں انکی زندگی کے سوانح، ان کی دوسری شادی اگر ہوئی ہو یا ان کی مکی و مدنی زندگی کے واقعات حتیٰ کہ ان کی وفات وغیرہ کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔

۹- ان کے فرزند عبیس بن کریز عبشمی اور ان کے پوتے حضرت مسلم بن عبیس عبشی کے بارے میں بھی معلومات ناقص ہیں۔

۱۰- البتہ یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا خاندان اور ان کی اولاد جاہلی اور اسلامی عرب میں ممتاز رہے تھے۔

سیرت نبوی اور تذکار صحابہ کے مآخذ میں مستضعفین (کمزور سمجھے جانے والے) مسلمانوں پر ظلم وستم کا ذکر اسی عنوان سے بالعموم کیا جاتا ہے۔ وہ اصلاً ایک قرآنی اصطلاح ہے (نساء: ۷۵؛ ۹۷-۹۸؛ ۱۲۷؛ انفال: ۱-۳) بلا شبہ ان گرفتاران کرب وبلا کے سرخیل و بے سہارا و بے کس مسلمان تھے جو اکابر قریش کے غلام وموالی تھے۔ لیکن ان میں سے بہت سے ایسے کمزور وضعیف والا چار اشخاص تھے جو غلام تھے اور موالی، بلکہ معزز قریشی خاندانوں کے نوجوان افراد تھے اور بسا اوقات ظلم وستم کا شکار تو معزز خاندانوں کے صاحبان عظمت ومرتبت بھی بن گئے تھے۔

حضرت ام عبیسؓ سے متعلق جو سوانحی اور نسبی تفصیلات مل سکی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غالباً غلام و باندی یا کنیز نہ تھیں بلکہ وہ خاندانِ قریش کی ایک خاتون تھیں اور دوسرے خاندان قریش میں بیاہی گئی تھیں۔ یعنی بنوتیم بن مرہ کی فتاۃ تھیں اور بنو ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس کے خاندان میں بیاہی گئی تھیں اور اپنے شوہر کریز بن ربیعہ کے فرزند کی ماں بنی تھیں۔ ان کے شوہر کا خاندان خاص کر ان کے شوہر اور دوسرے اعزہ اسلام دشمن اور ظالم تھے۔ ان کے شوہر کریز بن ربیعہ کی کئی بیویاں تھیں: ام حکیم بنت عبدالمطلب ہاشمی، ۲- ہندہ بنت جدعان/ بنوتمیم بن مرہ، ۳- ام عبیس، بنوتمیم بن مرہ، ۴- غالباً ایک اور زوجہ تھیں" (زبیری، ۱۴۷)، اس تفصیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ بنوتیم بن مرہ کی ایک آزاد ومعزز خاتون تھیں۔ ان کے آزاد کرنے اور خریدنے کا جملہ دراصل روایتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بہت سے غلاموں اور باندیوں کو خرید کر آزاد کرایا تھا لہٰذا وہ جملہ ان کے بارے میں بھی استعمال کر لیا گیا۔ غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو عذاب وظلم ستم سے بچانے کے لیے زر فدیہ ادا کیا تھا۔ بنوتیم بن مرہ کی فتاۃ ہونے کی بنا پر وہ باندی ہو ہی نہیں سکتی تھیں کیونکہ قریشی خاندان کا کوئی فرد کسی دوسرے

قریشی خاندان کا غلام نہیں ہوتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے جس کا انکار ناممکن ہے۔

زبیری نے ان کے پوتے حضرت مسلم بن عبیس کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کو واقعہ/ یوم دولاب جواہواز سے چار فرسخ کی مسافت پر واقع ہے۔اہل بصرہ سے ۶۵/ ۶۸۵ کی جنگ میں خوارج نے شہید کردیا تھا اور وہ اہل فضل وشرف میں سے تھے۔ وکان من اصل الفضل والقدر ان کے اس بیان سے بھی ان کی سماجی منزلت کا پتہ چلتا ہے۔

طبری نے سنہ ۶۵ھ/ ۶۸۵ء کے معرکہ دولاب کے بارے میں کئی روایات نقل کی ہیں۔ان میں سے تین واقدی کی ہیں جو مختصر ہیں لیکن ہشام بن محمد کلبی کی روایت ابومخنف ازدی ان کے رواۃ سے خاصی مفصل ہے اور اس میں حضرت مسلم بن مبیس کا ذکر ہے۔

واقعہ دولاب کا خلاصہ یہ ہے کہ خارجی سردار نافع بن ازرق کی طاقت بہت بڑھ گئی اور اس نے اہل بصرہ کو گھیر لیا۔اس سے مقابلے کے لیے عبداللہ بن حارث نے حضرت مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبد مناف کو اہل بصرہ کی ایک فوج کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ شہر بصرہ کی حفاظت کرے اور حملہ آور خوارج کو مار بھگائے۔اہواز کے قریب دولاب نامی مقام پر ان کا مقابلہ خوارج سے ہوا۔حضرت مسلم بن عبیس نے جو امیر لشکر اور امیر بصرہ تھے۔اپنے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری کو اور حارثہ بن بدر تمیمی کو افسر بنایا۔ابن الازرق نے بھی ایسے ہی انتظامات کیے اور دونوں میں شدید جنگ ہوئی جس سے زیادہ سخت جنگ کبھی دیکھی نہیں گئی۔حضرت مسلم بن عبیس امیر البصرہ اور خوارج کے سردار نافع بن ازرق دونوں اس میں مقتول ہوئے۔ بہر حال جنگ جاری رہی تا آنکہ اس کا پلہ اہل بصرہ کے حق میں جھک گیا۔ بعد کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسلم بن عبیس عبشمی مشہور کماندار مہلب بن ابی صفرہ ازدی سے قبل حضرت عبداللہ بن زبیر کے امیر بصرہ اور امیر لشکر رہے تھے۔ دراصل حضرت مسلم بن عبیسؓ کا تذکرہ ان کی والدہ ماجدہ کے حوالے سے یہاں آ گیا ہے۔(۱۳)

خلاصہ بحث:

روایات سیرت اور اخبار حدیث میں حضرت ام عبیسؓ کے بارے میں بہت اختلافات ملتے ہیں۔قدیم و جدید سیرت نگاروں نے بالعموم ایک قسم کی روایات پر بھروسہ کرکے اپنی اپنی کتابوں میں ان کے بارے میں لکھا ہے اور خاصا ناقص وتشنہ لکھا ہے۔ بہر حال حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کئی مآخذ سیرت سے کئی روایات پیش کی ہیں اور ان سے واضح ہوتا ہے کہ:

حضرت ام عبیس ابو بشر دولابی کے مطابق کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کی زوجہ تھیں اور ان سے ایک فرزند عبیس پیدا ہوئے تھے جن کے نام پر ان کی کنیت تھی۔ دولابی کی یہ روایت بہر حال دوسری تمام روایات سیرت۔ یونس بن بکیر/ زیادات مغازی ابن اسحاق، تاریخ ابن ابی شیبہ، ابونعیم و ابوموسیٰ از ابن ابی شبہ، زبیر بن بکار بلاذری، وغیرہ سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ ان کو زوج کریز بن ربیعہ عبشمی بتاتے ہیں اور ان کی اس بات کی تائید واقعہ دولاب کے بارے میں متعدد حولیات نگاروں اور تاریخ دانوں کی روایات سے ہوتی ہیں۔ ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان باندیوں میں شامل نہ تھیں جن کو غلامی سے آزاد کرایا گیا تھا جیسا کہ دولاب کے سوا تمام دوسرے تذکرہ نگاروں نے ان کو قرار دیا ہے۔ دراصل ان خاتون مکرمہ کو ان کے اعزہ سے آزاد کرانے کا مطلب یہ تھا کہ ان کا زرفدیہ یا ظلم سے بچانے کا جرمانہ ادا کیا گیا تھا۔ اتفاق سے وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے خاندان بنو تیمّ کی خاتون (فتاۃ) تھیں اور حضرت صدیقؓ نے ان کو صلہ رحمی اور خاندانی تعلق سے متاثر ہو کر مظالم سے رہائی دلائی تھی۔ چونکہ انہوں نے بعض غلاموں اور کنیزوں کو بھی خرید کر آزاد کیا تھا۔ اس لیے دوسرے رواۃ نے غلط فہمی سے ان کو بھی باندیوں میں شمار کر لیا۔

تاریخ و سیرت بلکہ حدیث کی روایات و اخبار کی کم از کم تشنہ بیانی کا اس واقعہ و تذکرہ سے مزید اندازہ ہوتا ہے کہ۔ حضرت ام عبیسؓ جیسی سابقین اولین میں شامل عظیم صحابیہ، ان کے فرزند عبیس اور ان کے خاندان کے بارے میں اور پھر عہد نبوی میں ان کی بعد کی کارکردگی کے بارے میں تمام تذکرہ نگار خاموش ہیں۔ حضرت ام عبیس کی زندگی کے سوانح، اسلام کے لیے ان کی خدمات اور ان کی دوسری کارگزاریوں کا ذرا بھی حوالہ نہیں ملتا۔ اس کا امکان بہر حال موجود ہے کہ مزید تحقیق کی جائے تو ان کے بارے میں زیادہ معلومات مل سکیں اور سیرت نبوی اور عہد نبوی کے واقعات و احوال کا ایک وسیع تر منظر نامہ سامنے آسکے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، اعظم گڑھ،۱۹۸۳ء،۱/۲۳۱

(۲) منصور پوری، سلیمان قاضی، رحمۃ اللعالمین، دہلی ۱۹۸۰ء،۲/۵۵: اول نام یعینہ کتابت کی غلطی ہے یا مولف کی، کہنا مشکل ہے۔

(۳) کاندھلوی، محمد ادریس، سیرۃ المصطفی، دارالکتاب دیوبند طباعت نمبر مورخہ،۱/۲۳۲، بحوالہ زرقانی، ج:۱،ص:۲۶۹

(۴) داناپوری، عبدالروٗف، اصح السیر، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، نمبر مورخہ ۲۶

(۵) مودودی، ابوالاعلی، سیرت سرور عالم، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء،۲/۵۵۰، اضافہ از مولف۔

(۶) اردو ترجمہ نورالٰہی ایڈووکیٹ، نقوش رسول نمبر،۱۱، ۱۹۸۵ء،۲۰۱

(۷) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دارالفکر قاہرہ، ۱۹۳۷ء، ۳۴۰؛ سہیلی، الروض الانف، قاہرہ، مرتبہ عبدالرحمٰن الوکیل،۳/۳۰۰، میں ان کا نام ام شمیس لکھا ہے اور ان کی تعذیب سے حضرت ابو بکر کے نجات دلانے کا ذکر ہے۔ وہ صرف روایت ابن اسحاق ہے۔

(۸) کتاب نسب قریش، مرتبہ لیفی ہروقتال، دارالمعارف مصر، قاہرہ، ۱۹۴۸ء، ۱۴۷-۱۴۸

(۹) ابن اثیر، اسد الغابہ، تہران طباعت، ۵/۱۰۶؛ ابن اثیر کی یہ روایت زبیر بن بکار کی ہے جس میں یونس بن بکیر کی روایت سے بھی کچھ اضافہ ہے۔

(۱۰) ابن حجر، اصابہ، ۴/۴۰۴، کتاب النسار، ۱۴۰۷، بلاذری، انساب الاشراف، قاہرہ، ۱۹۶ء، ۱/۱۹۶-۱۹۷، پہلی روایت میں ان کا نام عیس بعض کے حوالہ سے اور بنو زہرہ کی بنادی بتایا گیا ہے۔ دوسری میں مسیحی کی روایت میں ام عبیس بن کریز کہا گیا ہے۔

(۱۱) مصباح اللغات میں مولانا عبدالحفیظ بلیاویؒ نے دونوں معانی دیے ہیں۔

(۱۲) زبیری،۲۶۲

(۱۳) طبری، تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) مرتبہ محمد ابو الفضل ابراہیم، دارالمعارف قاہرہ، ۱۹۶ء، ۵/۶۱۳-۶۱۵ و مابعد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆